عطیہ چشم و خون اور اعضاء کی پیوند کاری



مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

عطیہ چشم وخون اور اعضاء کی پیوند کاری

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ



﴿ابتدائیه﴾

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡن

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى النَّبِيِّ الرَّؤُفُ الرَّحِيۡمِ الۡكَرِيۡمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ

امــا بـعــد! دورِحاضرہ میں سائنسی ترقی سے اسلام کے حق ہونے کے دلائل مشاہدہ کی صورت اختیار کررہے ہیں لیکن افسوس کہ دشمنانِ اسلام سائنسی اُصول کو اسلام کے خلاف استعمال کرتے چلے جارہے ہیں۔ دوسری طرف اسلامی اُصول کے اسباب ختم کررہے ہیں یا کم ازکم اُن کی راہیں بند کررہے ہیں عوام کو سائنسی اُصول اسلام دشمنی میں عام اور آسان کرتے ہیں تاکہ عوام اہلِ اسلام نفسانیت سے مغلوب سہولیات کو دیکھ کر اُنہیں اپنائیں ادھر اُصولِ اسلام کے اسباب کو سخت اور ناکامیاب کررہے ہیں تاکہ عوام مسلمانِ اسلام سے انحراف یا کم ازکم اس سے نفرت کریں اس کی دورِ حاضرہ میں بیشمار مثالیں موجود ہیں منجملہ ان کے عطیہ چشم وخون (Blood and Eyes Donation) اور اعضاء کی پیوند کاری (Organs Transplantation) بھی ہے کہ اس کی ظاہری سہولیات اور فوائدِ عامہ سب کو معلوم ہیں ان کی افادیت کو اتنا عام کردیا گیا ہے کہ عوام سمجھتے ہیں کہ گویا آبِ حیات ہے اور ان کے یقین کا یہ سماں ہے کہ اپنی ساری جائیداد بھی اس کے عوض قربان کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور اسلام دشمنوں نے محض اسلام کے اُصول مٹانے کے لئے اپنے اُصول کو اتنی شہرت دی اور اسے ایسا کثیر الاستعمال بنادیا ہے کہ عوام میں اس علاج کے سوا کوئی چارہ کار دنیا میں ہے ہی نہیں۔ ادھر اُصولِ اسلام اور علاج کے اسلامی ضوابط یا تو سرے سے مٹا کر رکھ دیئے ہیں یا ایسے تنگ مسدود (بند) کردیئے ہیں کہ جنہیں عوام غیر معتبر سمجھتے ہیں اور اپنے ایجاد کردہ علاج اگرچہ مہنگا سہی لیکن عوام اسی کو راحتِ جان سمجھتے ہیں حالانکہ طبِ اسلامی کا علاج آسان اور سستے داموں میں میسر ہوتا ہے ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی طب کے اُصول ہمیں ہر طرح کے میسر ہوں تو شفاء منجانب اللہ کا عقیدہ حق ہے۔ طبِ اسلامی ہر مرض کے لئے نئی روح پھونک سکتی ہے لیکن سرپرستی کون کرے چونکہ اسلامی طب کے نشانات مٹا دیئے گئے ہیں اس لئے اگر ہمارے جیسے جدید اُصول کے خلاف آواز اُٹھاتے ہیں گردن زدنی کے مستحق بنتے ہیں ادھر غیر شعوری یا عمداً ٹیڈی مجتہدین دشمنانِ اسلام کو ان کے اُصولِ قرآن وحدیث سے ثابت کردکھلائیں۔ فقیر اپنی استطاعت پر مسائلِ مذکورہ پر دلائل قائم کرتا ہے اور یہ حرفِ آخر بھی نہیں ہاں اگر اہلِ اسلام کو یا مخصوص علمائے اہلِ سنت کو پسند آئیں تو فقیر کی ہمنوائی میں اسلامی طب کے علاج کو ترجیح

دیں اور اسلام دشمنوں کے سامنے سینہ سپر (مقابل) ہو کر احیائے اسلام واُصولِ دین کی تقویت میں فقیر کا ساتھ دیں ہاں ٹیڈی مجتہدین فقیر کا رد کرتے رہیں اُن کی فقیر کو پرواہ نہیں۔

وَمَاتَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بَاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰے حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعَیۡنَ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۹ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ، ۲۱ اگست ۱۹۹۹ء

بروز ہفتہ قبل صلوٰۃ العصر

جامعہ اُویسیہ رضویہ، بہاولپور، پاکستان



﴿مقدمہ﴾

ذیل میں فقیر اسلامی ضوابط وقواعد عرض کرتا ہے۔

(۱) خون نجاستِ غلیظہ ہے اس سے بچنے اور اسے دور کرنے کے لئے شریعت میں زیادہ تاکید واہتمام ہے۔

(۲) اسلام کا مسلمہ ضابطہ ہے کہ ''کل نجس حرام''

یعنی جو چیزیں نجس و پلید ہیں وہ شرعاً حرام ہے۔ (عمدۃ الرعایہ، صفحہ ۷٤)

(الشرح المختصر علی بلوغ المرام، کتاب الطہارۃ، جلد۲، صفحہ ۳۵)

(۳) جن چیزوں کے خارج ہونے سے وضوواجب ہوتا ہے وہ نجاستِ غلیظہ میں شمار ہوتی ہیں جیسے پیشاب، پاخانہ اور خون وغیرہ۔ چنانچہ فقہ اسلامی کی مشہور کتاب نورالایضاح وغیرہا میں ہے، ''فالغلیظة کالخمر و الدم المسفوح ولحم المیتة وإهابها وبول ما لا یؤکل لحمه ونجو الکلب ورجیع السباع ولعابها وخرء

الدجاج والبط والإوز وما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الإنسان۔"

(نورالایضاح، کتاب الطھارۃ ، باب بم تطھر النجاسۃ،جلد۱، صفحہ ۳٤)

(۴) حرام چیزوں میں شفاء نہیں اگرچہ وقتی طور پر اس سے فائدہ ہوتب بھی حقیقی شفاء سے محرومی ہے۔

(۵) انسان اپنی جسمانی مشینری کا مالک نہیں بلکہ امین ہے اسے حق نہیں کہ وہ اس مشینری میں تصرف کرے یہی وجہ ہے کہ خودکشی کرنے والا حرام موت مرجاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ایسی ناراضگی ہے کہ اُسے مرتے ہی دوزخ میں پھینک دیا جاتا ہے اس کے باوجود دورِ حاضرہ کے دانشور، ڈاکٹر اور بعض علماء بھی اس بات پر مُصِر (بضد) ہیں کہ خون دینا اور اعضاء کاٹ کر پیوندکاری کرنا جائز ہے جب کہ اُنہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ انسان جب اپنے کُل جسم کا مالک نہیں بلکہ اس کا مالک خود خالقِ کائنات ہے بعض اجزاء کا وہ کیسے مالک ہوسکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ملک میں تصرف کرتا ہے جس کا اُن سے محاسبہ ہوگا۔

(٦) مملوک عبد (غلام) کو تو بیچا جاسکتا ہے لیکن آزاد (حُر) کو بیچنا، رہن رکھنا، مستاجری کرنا ناجائز ہے ورنہ بھوکے والدین اولاد کو بیچ کر اپنی زندگی عیش وعشرت سے گزار سکتے ہیں اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

قرآنِ مجید ﴿ارشادِ خداوندی ہے، "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo" (پارہ۲،سورۃ البقرہ،آیت۱۷۳)

ترجمہ: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیرِ خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (یہ آیت قرآنِ مجید میں باختلافِ الفاظ چار مقامات پر آئی ہیں سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔)

فائدہ﴿ معلوم ہوا کہ خون ناقضِ وضو (وضو توڑنے والا) اور نجاستِ غلیظہ ہے اور سور کا گوشت مردار کی طرح شدید حرام ہے۔

انتباہ﴿ خون کو جب اللہ عزوجل نے خنزیر کے گوشت اور مردار کی طرح حرام قرار دیا ہے تو پھر تم اللہ عزوجل کے حکم کے خلاف اپنی من مانی ضرورت کو کیوں پیش کررہے ہو۔

ارشاداتِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم﴿ ہر اُمتی جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت سے کتنا پیار ہے۔ دنیا میں اُمت کے لئے ایسے اُصول دیئے کہ خود دشمنانِ اسلام انگشت بدنداں (حیران) ہیں (تفصیل کے لئے پڑھئے فقیر کی تصنیف طب اور اسلام) اسی شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک اپنی اُمت کو سختی سے حرام اشیاء وغیرہ سے علاج منع فرمایا۔

حضرت ابوہند حجام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پچھنے لگوانے (حجامہ) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خون مبارک خارج ہوا وہ میں نے پی لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعلیم امت اور عام لوگوں کی بہ نسبت تنبیہ کے لئے



ارشادفرمایا: **أما علمت أن الدم كله حرام إن الدم كله حرام لا تعد۔**

(الفردوس بما ثور الخطاب، جلد٤، صفحہ٣٩٦،دارالکتب العلمیة بیروت)

یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ خون سب حرام ہے خون سب حرام ہے (دومرتبہ فرمایا) دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

درسِ عبرت ینزح ماء البئر کله کما لو وقعت فیها قطرة من دم او خمر

(بدائع الصنائع ، بیان مقدار الذی یصیربه المحل نجسا، جلد١ ،صفحہ٧٤، سعید کمپنی کراچی)

یعنی کنویں کا کُل پانی نکالا جائے گا جیسے کہ کنویں میں خون یا شراب کا قطرہ گر جائے۔

فائدہ جب خون کے ایک قطرے میں اتنی نجاست اور اس قدر فساد ہے کہ ایک قطرہ سے سارا کنواں تو بوتلوں کے حساب سے اس کا انسانی جسم میں داخل کرنا کس قدر فساد کا باعث ہوگا۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللّٰہ عنہ کا انتباہ روح البیان میں ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر شراب کا ایک قطرہ کنویں میں گر جائے پھر اس جگہ منارہ بنایا جائے تو میں اس پر اذان نہ کہوں اور دریا میں شراب میں قطرہ پڑے پھر دریا خشک ہو اور وہاں گھاس پیدا ہو اس میں جانوروں کو نہ چراؤں۔

فائدہ جب شراب کا یہ حال ہے تو خون اس کی طرح نجاستِ غلیظہ ہے تو اس کا کیا حال ہوگا؟

درسِ عبرت غور فرمائیے کہ ادھر ایک قطرہ حرام سے کس قدر نفرت ہے اور آج کل مختلف صورتوں میں کثرتِ حرام کی کس قدر رغبت ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یعنی دیکھ! رستوں کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے۔

حرمت انسانی یاد رہے کہ جو حلال جانور ہیں اور اس سے انتفاع (فائدہ اُٹھانا) شرعاً جائز ہے جب ان کا خون بھی حرام ہے تو انسان جو حرمتِ انسانی کے باعث ویسے ہی ہمیشہ کے لئے حرام ہے اس کے خون کا استعمال تو بدرجہ اولیٰ حرام۔ چنانچہ کتبِ معتبرہ میں منقول ہے کہ **لِأَنَّهٗ يَحْرُمُ الِانْتِفَاعُ بِشَعْرِ الْاٰدَمِيِّ وَسَائِرِ أَجْزَائِهٖ لِكَرَامَتِهٖ**

(ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، کتاب اللباس،باب الوصل فی الشعر، جلد٨ ، صفحہ ٤٧٦،حدیث٥٩٣٦)

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب سورة الحشر، باب الجلاء الاخراج من أرض الی ارض، جلد٢٨، صفحہ٣٥٥)

(مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، جلد٧، صفحہ٢٨١٩،دارالفکر)

یعنی انسان کی کرامت و بزرگی کے سبب اس کے بال اور تمام اجزاء کا استعمال وانتفاع حرام ہے۔

معلوم ہوا کہ بجائے خود خون حرام ہونے کےعلاوہ انسانی کرامت کے باعث انسانی خون کا استعمال بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے جب انسان کے بال تک سے انتفاع (فائدہ اُٹھانا) ناروا (حرام) ہے تو اس کے خون جیسے جزو اعظم وجوہرِ اعلیٰ کا استعمال وانتفاع کیونکر روا (حلال) ہوسکتا ہے۔

اجماع ﴾اسلام میں اجماعِ اُمت بھی حجت ہے: اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الدَّمَ حَرَامٌ نَجِسٌ لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُنْتَفَعُ بِهِ (تفسیر خازن ، سورۂ البقرہ، جلد۱، صفحہ ۱۳۴)

یعنی علمائے اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ تحقیق خون حرام وپلید ہے اس کا کھانا اور اس سے کوئی نفع اُٹھانا ناجائز ہے۔

حدیث سے ممانعت ﴾خون کی حرمت ونجاست اور جسمِ انسانی سے انتفاع کا ناجائز ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہوجانے کے بعد معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ عزوجل نے بیماری اور اُس کی دوا نازل فرمائی اور ہر بیماری کے لئے دوا بنائی: فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ

(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الادویة المکروهة، جلد٤، صفحه ٧،حدیث ٣٨٧٤)

(السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الضحایا،باب النهی عن التداوی بما یکون، جلد١٠، صفحه٥، حدیث٢٠١٧٣)

یعنی پس تم دوا کرو اور حرام چیز سے علاج نہ کرو۔

حدیث ﴾ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام وپلید دوائی سے منع فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الادویة المکروهة، جلد٤، صفحه ٦،حدیث ٣٨٧٠)

(السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الضحایا،باب النهی عن التداوی بما یکون، جلد١٠، صفحه٥،حدیث٢٠١٧٤)

(سنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول اللّٰه، باب ماجاءِ فیمن قتل نفسه بسم أو غیره، جلد٧ ، صفحه٣٦١، حدیث١٩٦٨)

(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند المکثرین من الصحابة، باب مسند ابی هریرة رضی الله عنه، جلد٢، صفحه ٣٠٥، حدیث٨٠٣٤)

حدیث ﴾إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَائَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الاشربة، باب فی السکر ماهو؟، جلد٧،صفحه ٤٨٨، حدیث ٢٤٣٠٤)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام فرمائی بیشک اُس میں شفا نہیں رکھی۔

حدیث لَمْ يَجْعَلُ اللّٰهُ شِفَاءَ أُمَّتِی فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ

(البحر الرائق ،تکملة البحر الرائق للطوری، جلد۲۲، صفحه ۱۹۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز میری اُمت پر حرام فرمائی بے شک اُس میں اُمت کے لئے شفاء نہیں رکھی۔

حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طبیب نے دوا میں مینڈک استعمال کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی حرمتِ پلیدی کے باعث اس کے قتل سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حدیث حضرت طارق بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اُنہوں نے عرض کیا حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ، میں اسے پیتا نہیں بلکہ دوا میں استعمال کرتا ہوں فرمایا یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ (مسلم ، مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں فرمایا: مَنْ تَدَاوىٰ بِالْخَمْرِ فَلَا شَفَاهُ اللّٰهُ

(مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الطب، باب فی الخمر يتداوى بها ،والسكر، جلد۷، صفحه ۳۸۲، حديث ۲۳۹۶٤)

حدیث بعض صحابہ نے جب کشتیوں اور چمڑوں میں مردار کی چربی استعمال کرنے اور روشنی کے لئے جلانے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا "لَا، هُوَ حَرَامٌ" یعنی نہیں وہ حرام ہے۔

(صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، جلد۳، صفحه ۸٤، حديث ۲۲۳۶)

(صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، والميتة، والخنزير، والاصنام، جلد۳، صفحه ۱۲۰۷، حديث ۱۵۸۱)

انتباہ حضور اکرم ،نورِ مجسم ،سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے کتابِ حکمت کا جامع بنا کر بھیجا ہے اس ہادیٔ برحق و پیغمبرِ اسلام نے کس قدر تفصیل اور وضاحت وصراحت کے ساتھ اس سلسلہ میں بھی اُمت کے لئے رہنمائی فرمائی۔ حرام و پلید چیزوں سے علاج ودوا کو منع فرمایا اور اس معاملہ میں کسی بیماری یا ضرورت کا اِستثناء (علیحدہ) نہیں کیا بلکہ تحقیق وتاکید کے الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام اشیاء میں شفاء رکھی ہی نہیں اور بالکل ظاہر فرمادیا کہ خاص حرام ونجس کا استعمال تو درکنار اگر کسی دوا میں اس کی آمیزش ہو تو بھی ناجائز ہے اور طبی نقطہ نگاہ و کسی طبیب کے تجربہ ومشورہ سے اگرچہ کوئی علاج بظاہر مفید ہے لیکن شرعاً وہ بھی حرام ہے تو اس کا استعمال بھی ناجائز ہے انتہا یہ کہ انسان کے

ظاہر وباطن میں کسی چیز کا استعمال تو بہت دور کی بات ہے کشتیوں، چمڑوں اور چراغوں میں استعمال کی اجازت دی صاف فرمادیا ''لَا، هُوَ حَرَامٌ'' اب کسی مومن ومتقی کے لئے کیا گنجائش ہے اور اسے کیسے زیبا ہے کہ وہ اس معاملہ میں کانٹ چھانٹ کرے اور سور کے گوشت مردار ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' اور پیشاب، پاخانہ اور شراب کی طرح خون جیسے اشد حرام ونجاستِ غلیظہ کو مسلمان کے لئے استعمال کرنا جائز قرار دے جواز روئے تحقیق خود ناپاکی و بیماری ہے اور طبع سلیمہ کے بھی خلاف ہے۔

عطیہ اعضاء قطع نظر جواز وعدم جواز کے سرے سے ایسا عطیہ یا ہبہ (انعام) یا خرید وفروخت ہی حرام ہے اس لئے انسان براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اس لئے اُسے حر (آزاد) کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی ذات کی ملکیت نہیں دی تاکہ یہ انسانی شرافت کو کسی حرص ولالچ میں ضائع نہ کردے یہی وجہ ہے کہ انسان نہ خود کو بیچ سکتا ہے نہ اپنی اولاد وغیرہ کو ہاں عبدیت (غلام) کے قواعد وقوانین کی علیحدہ بحث ہے جسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

مودودی اور اُس کے معتقدین دورِ حاضرہ میں ٹیڈی مجتہدین کا سربراہ مودودی ہے اُس نے اکثر شرعی مسائل میں توڑ مروڑ کر کے جواز وعدم جواز پر زور لگایا ہے لیکن انتقالِ خون اور اعضاء کی پیوند کاری کے خلاف بیانات دیئے ہیں۔ مودودی کا اپنا نظریہ بعد میں عرض کروں گا اُس کے ایک بہت بڑی حامی کا بیان ملاحظہ ہو۔

ایڈیٹر ماہنامہ تجلی دیوبند انڈیا ماہنامہ تجلی، دیوبند میں لکھا ہے کہ دورِ حاضرہ میں یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ خون اور آنکھوں کا عطیہ شرعاً جائز ہونا چاہیے۔ اس رجحان کا پایا جانا قدرتی بھی ہے مادہ پرست تہذیب وتمدن کے غلبے نے ذہنوں کے سانچے کچھ ایسے بنادیئے ہیں کہ اچھے خاصے مومن مخلص بھی اخلاقی اقرار پر مادی نقصان اور نفع کو ترجیح دیتے ہوئے فکر وتدبر کی گاڑی آگے بڑھاتے ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں کہ شاید کوئی مذہب ایسا ہو جس نے انسان کے مردہ جسم کو قابلِ احترام نہ کہا ہو بلکہ جس طرح بڑوں کا ادب، ماں باپ سے حسنِ سلوک اور کذب وفریب سے اجتناب جیسی چیزوں کو انسان کا وجدان اور ضمیر کی خارجی تعلیم وہدایت کے بغیر ہی نیکی اور اچھائی کا نام دیتا آیا ہے اسی طرح انسان کے مردہ جسم کے لئے تکریم کا جذبہ بھی اس کے وجدان وضمیر ہی میں موجود ہے۔ یہ تکریم تقاضا کرتی ہے کہ مردہ جسم کو جوں کا توں سپردِ خاک کردیا جائے فنِ جراحی کے ذیل میں اگر جسمِ انسانی کی چیر پھاڑ جائز قرار پائی تو وہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق پوری نوعِ انسانی کے مفاد سے ہے پوری نوعِ انسانی کا مفاد یقیناً ایک ایسی قیمتی مصلحت ہے جس کی خاطر محدود پیمانے پر تکریم کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے لیکن صرف ایک آدمی کو بینا بنانے کی خاطر کسی مردہ جسم کی

آنکھ نکال لینا اتنا اہم اور بیش قیمت نہیں ہے کہ تکریم واحترام کی اخلاقی قدر کو بلا تکلیف پامال کردیا جائے علاوہ اس کے اسلام نے صفائی کے ساتھ بتلا دیا ہے کہ تمہارا جسم تمہاری اپنی ملکیت نہیں ہے بلکہ امانت ہے اُس باری تعالیٰ کی جس نے اُسے خلعتِ وجود (وجود کا انعام) بخشا تم اس کے مجاز نہیں کہ اسے جس طرح جن راہوں میں چاہے استعمال کرو اور جب چاہے ہلاک کردو۔ خودکشی حرام ہے اگر ہمارا جسم ہماری اپنی ہی ملکیت ہوتا تو خودکشی کی حرمت کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا پھر جب یہ ہماری ملکیت ہی نہیں تو ہمیں کُلی یا جزئی طور پر اسے بطورِ عطیہ دینے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک ایسا آدمی جو زندہ ہوتے ہوئے نابینا ہے اگر کسی مرنے والے کی آنکھ لے کر بینا ہو جائے تو یہ اچھی ہی بات ہے برائی اس میں کچھ نہیں وہ دراصل اخلاقی و مذہبی اقدار سے دستبرداری دے کر خالی مادی نفع ونقصان کا نقطۂ نظر اختیار کرتے ہیں۔ بے شک مادی اعتبار سے یہ منطق درست ہی ہے کہ مردہ انسان کو تو بہرحال خاک ہونا ہے اُسے نہ آنکھ کی ضرورت رہی نہ ناک کی اُس کے کسی عضو سے زندہ انسان کو فائدہ پہنچ جائے تو یہ مہنگا سودا نہیں لیکن یہ منطق صرف آنکھ یا ناک تک ہی تو نہیں رہ جاتی اس منطق کی رو سے یہ بالکل جائز ہے اور اعتراض سے بالاتر ہونا چاہیے کہ ہم مرنے والوں کو دفن کرنے یا جلانے یا تابوت میں محفوظ کرنے کے عوض اُن کی کھال کھینچ لیا کریں۔ کھال بہرحال ایک کارآمد شے ہے اور اس کے کوٹ بھی بن سکتے ہیں، دستانے بھی، جاءنماز بھی۔ ہڈیوں سے فاسفورس بھی نکالا جاسکتا ہے، چربی صابن کے کام آسکتی ہے، جسم انسان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو کسی نہ کسی نفع بخش کام میں نہ کھپایا جاسکے۔ ہم نے بہت غور کیا مگر ہمیں کوئی دلیل ایسی نہ مل سکی جس کے تحت ہم آنکھوں کے عطیہ کو تو جائز قرار دے لیں مگر پورے جسم کے عطیہ کو حرام ٹھہرائیں۔ آنکھیں نکال کر کسی زندہ انسان کے حوالے کردینے کی وصیت اگر کارِ خیر ہے تو پھر یہ وصیت بھی کارِ خیر کے زمرے میں آنی چاہیے کہ ہماری کھال اُتروا کر کسی قومی پروجیکٹ میں دے دی جائے، ہماری ہڈیاں فلاں ماچس کمپنی کے حوالے کردی جائے جو فوج کے لئے ماچس بناتی ہے، ہماری چربی اس صابن فیکٹری کو بخش دی جائے جو ملک کی حفاظت کرنے والے جوانوں کے لئے صابن تیار کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

آخرت میں بینا اور نابینا اُٹھنے کا سوال علم ومتانت (تہذیب) کے دائرے سے خارج ہے۔ ایسا کسی عالم نے نہیں کہا کہ جس مردے کی آنکھیں نکال لی جائیں وہ بیچارہ قیامت کے دن اندھا اُٹھے گا اور ٹھوکریں کھاتا پھرے گا گفتگو فقط دنیا کے دائرے میں ہے اور فتویٰ اُصولِ شرعی کے مطابق جاری ہوسکتا ہے۔ اُصولِ شرعی یہی ہے کہ مردہ جسم خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اس میں کوئی تصرف ایسا جائز نہیں جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے نہ دی ہو۔ **واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

(ماہنامہ تجلی دیوبند، انڈیا)



علامہ مفتی الحاج ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی (گوجرانوالہ) ﴿آپ اپنے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ میں مجوزین کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ج۔ (پارہ۲،سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۳)

ترجمہ: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

مذکورہ ﴿صریح حرام چیزوں میں منکرینِ میلاد و گیارہویں نے بالعموم خون اور ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کے بارے میں جہالت و جسارت کا مظاہرہ کیا ہے یعنی بزعم خویش گیارہویں وغیرہ کی اشیاء کو تو ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کے تحت معاذ اللہ حرام قرار دیتے ہوئے اس سے شدید اجتناب کرتے ہیں لیکن خون کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ عبادت و تقویٰ قرار دیتے ہیں حالانکہ بنصِ قرآن خون صریح حرام و پلید چیز ہے جبکہ ''وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' جانور کے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے متعلق ہے یعنی جس کو نامِ خدا کے بجائے کسی غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے وہ جانور حرام ہے اور اس حکم کا ختمِ گیارہویں وغیرہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کیونکہ کوئی مسلمان کسی جانور کو گیارہویں والے پیر صاحب کے نام پر ذبح نہیں کرتا بلکہ ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھ کر ذبح کئے ہوئے جانور وغیرہ کا بذریعہ دعا ثواب پہنچاتا ہے مگر منکرینِ گیارہویں کی عجیب جہالت و حماقت ہے وہ گیارہویں شریف کو سینہ زوری کے ساتھ حرام بتاتے ہیں مگر بنصِ قرآن خون جیسی حرام اور نجس چیز کے استعمال کی تبلیغ کرتے ہیں سچ ہے:

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے۔

چنانچہ جماعتِ اہل حدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ کسی مسلمان بھائی کا اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں خون دینا جائز ہے اور اس کا یہ احسان ایک طرح کی عبادت و تقویٰ ہے اس میں بڑا اجر و ثواب ہے۔ خون کا تبرع (عطیاء) وصدقہ بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا بلفظہٖ مختصراً دیکھئے نصِ صریح کے مقابلہ بغیر کسی دلیلِ صریح کے حرام خون کے استعمال کی کتنی خود ساختہ ''فضیلت'' بیان کی گئی ہے جبکہ گیارہویں شریف کو حکمِ قرآنی میں تحریف کر کے خواہ مخواہ حرام قرار دے کر حرام و حلال میں خود ساختہ شعبدہ بازی دکھائی جاتی ہے۔ یہ گیارہویں والے پیر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی پھٹکار نہیں تو اور کیا ہے کہ

؎ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

بنام مفتی صاحب ﴿گزشتہ دنوں ایک معروف مفتی صاحب نے اخباری بیان میں مروجہ عطیہ چشم کو متعدد دلائل شرعی کی رُو سے ناجائز قرار دیا اور پھر اپنے ہی قائم کردہ دلائل کے برعکس بضرورت جان بچانے کی قید لگا کر نہ صرف

خون دینے بلکہ گردہ پھیپھڑا تک دینے کو جائز کر ڈالا۔ چنانچہ اُن سے نظرِ ثانی کی اپیل کرتے ہوئے مولانا الحاج ابوداؤد صادق مدظلہ العالی نے روزنامہ ''نوائے وقت، روزنامہ جنگ لاہور'' میں حسبِ ذیل بیان جاری کیا کہ ایک طرف تو مفتی صاحب نے عطیہ چشم وخون کو ناجائز قرار دیتے ہوئے اعضاء انسانی کو امانتِ خداوندی اور ان میں تصرف ممنوع کہا ہے اور دوسری طرف خون، گردہ اور پھیپھڑے کے عطیہ کو جان بچانے کے لئے بضرورت جائز قرار دیا ہے حالانکہ بحکمِ حدیث ''فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ''

(سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الأدویة المکروهة، حدیث ۳۳۷۶، جلد ۱۰، صفحه ۳۷۱)

یعنی غذا کی طرح دوا میں بھی حرام چیزوں میں بچنا ضروری ہے۔

اور خون کی حرمت ونجاست محتاجِ بیان نہیں بحکمِ قرآنی تکریمِ انسانی کے تحت جسمِ انسانی سے انتفاع (فائدہ اُٹھانا) سراسر ناجائز ہے۔ فقہ اسلامی کی مشہور ومعتبر کتاب ''بہارِ شریعت، حصہ ۱۴، صفحہ ۱۲۶'' پر اس مسئلہ کا خلاصہ بدیں الفاظ کیا گیا ہے کہ انسان کے کسی جزو کو دوا کے طور پر استعمال کرنا بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو چیزیں حرام ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی لہٰذا جس بناء پر عطیہ جسم ناجائز ہے اس بناء پر خون کا استعمال بھی حرام اور گردہ، پھیپھڑا وغیرہ اعضاء کا استعمال بھی ناروا (حرام) ہے آئندہ انسانی اعضاء کے کاروبار کے سدِ باب کے لئے بھی عطیہ چشم کے علاوہ خون اور انسانی جسم کی دیگر چیزوں کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا جائے جہاں تک جان بچانے کا خیال ہے چونکہ یہ ایک موہوم (وہم سے بھرپور) وظنی (وہمی) چیز ہے لہٰذا اس کے لئے حرامِ قطعی کا استعمال جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (پریس نوٹ)

ڈاکٹری تائید ﴿ مذکورہ بیان کی تائید میں ڈاکٹر حضرات کی تنظیم محمڈن میڈیکل اوپن یونیورسٹی لاہور نے اخبارات ''جنگ، نوائے وقت، مشرق'' وغیرہ میں حسبِ ذیل نمایاں قیمتی اشتہارات شائع کرائے۔

اسلامی ڈاکٹر ﴿ ہم حضرت جناب مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کا اس فتویٰ پر شکریہ ادا کرتے ہیں جو انہوں نے خون ودیگر انسانی اعضاء کے عطیات کے ضمن میں شائع کرایا ہے اسلامی معالجین کی کتاب قرآن حکیم کی واضح تائید ہے کہ خون کا استعمال ہر طرح ممنوع ہے کیونکہ خون فضلہ ہے اور یہ معالجین کا تجربہ ہے کہ خون وہ چکنائی ہوتی ہے جو حرارت کے تحت سرخ رنگ پکڑ لیتی ہے۔ اوجھڑی میں خون نہیں ہوتا کیونکہ اوجھڑی سے حرارت منہ اور مقعد (پاخانہ کے مقام) کے راستہ خارج ہوتی رہتی ہے لہٰذا اوجھڑی غذا کے سلال (چکناہٹ) سے بنتی ہیں اسی طرح دماغ کی کھوپڑی میں بھی خون نہیں ہوتا کیونکہ دماغ سے حرارت ہَفت اَندام (سر، پشت، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) کے راستہ سے براہ راست خارج ہوتی رہتی ہے یعنی اوجھڑی اور دماغ میں حرات مقام

نہیں کرتی کلیجی یعنی جگر میں حرارت کو براہ راست خارج ہونے کا راستہ نہیں ملتا اس لئے جگر میں حرارت مقام کرتی ہے اس لئے جگر کا رنگ سرخ ہے یہی وجہ ہے کہ یونانی جگر کو روح کا مقام کہتے ہیں کیونکہ یونانی معالجین نار یعنی حرارت کو باعثِ تخلیقِ کائنات شمار کرتے ہیں لیکن اسلامی معالجین نور یعنی اس نطفہ کو روح شمار کرتے ہیں جو غذا کے سلال (چکناہٹ) سے حرارت خارج ہونے کے بعد ٹھنڈک کے زیرِ اثر ٹپکتا ہے دونوں گروہ کے اپنے اپنے نظریات و تجربات ہیں جبکہ مسلمان معالجین کے مطابق یعنی قرآنِ حکیم کے مطابق جنات اور انسان تخلیق پاتے ہیں۔ یونانی معالجین کے نظریہ کے مطابق اربعہ عناصر یا جدید یونانی یعنی ایلو پیتھک حضرات کے مطابق دو عناصر مرکب ہو کر انسان پیدا ہوتا ہے لیکن اسلامی معالجین کے نظریہ کے مطابق حرارت کو خارج کرنے کے بعد انسان پیدا ہوتا ہے کیونکہ آدم اس دنیا میں (نار) حرارت کو ترک کرنے آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی معالجین کا خون سمیت انسانی اعضاء کے عطیات پر اتفاق ہے لیکن اسلامی معالجین کے نزدیک یہ غلط ہے اس ضمن میں مزید یہ طبعی ثبوت موجود ہے کہ خون جن رگوں میں بنتا ہے ان رگوں کو شریانیں اور خون جن رگوں سے خارج ہوتا ہے ان رگوں کو وریدیں کہا جاتا ہے یعنی وریدوہ رگ ہے جو لحم (گوشت) بناتی ہے اور شریان وہ تحریک ہے جو جنات کا جسم بناتی ہے عطیات خون واعضاء کے ضمن میں مولانا صاحب مذکور کا فقط یہی اشارہ کافی ہے سورۂ کہف میں حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو فقط اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ بچہ اپنے مومن باپ کی بدنامی کا باعث نہ بنے پھر عطیہ میں کسی کو نذر کیئے گئے اعضاء کا یہ حلف لینا ممکن نہیں ہے کہ عطیہ وصول کرنے والا عطیہ کو فقط اسلام کی راہ میں استعمال کرے گا معالج ایسے اسلامی علماء کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

''روزنامہ جنگ لاہور ۸ نومبر ۱۹۸۵ء'' عطیاتِ خون واعضاء کے ضمن میں مفتی حبیب احمد ہاشمی صاحب نے غلط موقف اختیار کیا ہے کہ قرآن وسنت کی رُو سے حرام اشیاء کو بوقتِ ضرورت استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ انبیاء، خلفاء اور آئمہ واولیاء کرام سے یہ اطلاع نہیں ملتی کہ کبھی اُنھوں نے خون استعمال کیا ہو یا استعمال کرنے کی اجازت دی ہو۔ انبیاء، خلفاء اور آئمہ واولیاء کے قول وفعل کے علاوہ اگر کسی کے نزدیک قرآن وسنت کا کوئی اور مفہوم ہے تو یہ باطل ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۱ نومبر ۱۹۸۵ء)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کٹے ہوئے اعضاء کو خون استعمال کیئے بغیر دوبارہ جوڑا ہے پھر معالجین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تجربہ کو اسی طرح بحال رکھا جس طرح فقہاء نے فقہ محمدیہ کو بحال رکھا ہے۔ استدعا (التجاء) ہے کہ غیر اسلامی طریقِ علاج کو مروج کرنے کی ترغیب نہ دی جائے اس طرح اسلامی ڈاکٹروں کے حقوق مفلوج ہوتے ہیں بہتر



تو یہ ہے کہ علماء حضرات طبی معاملات میں دخل انداز نہ ہوں اگر دخل اندازی ضروری ہے تو اسلامی فقہ کو مدنظر رکھیں۔(روزنامہ مشرق،۲۰ نومبر ۱۹۸۵ء)

منجانب محمڈن میڈیکل اوپن یونیورسٹی، ۶۰ راوی روڈ لاہور نمبر۲،

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

مودودی نے کہا ہم اس کے ماہنامہ ترجمان القرآن کی ایک نقل پیش کرتے ہیں۔

سوال کیا ایک مسلمان زندگی میں اپنی آنکھیں عطیہ کرسکتا ہے کہ موت کے بعد کسی مریض کے لئے استعمال ہوسکیں کیا یہ قربانی گناہ تو نہ ہوگی؟

الجواب آنکھوں کے عطیہ کا معاملہ صرف آنکھوں تک ہی محدود نہیں رہتا بہت سے دوسرے اعضاء بھی مریضوں کے کام آسکتے ہیں اور ان کے دوسرے استعمالات بھی ہوسکتے ہیں یہ دروازہ اگر کھول دیا جائے تو مسلمان کا قبر میں دفن ہونا مشکل ہوجائے گا اس کا سارا جسم ہی چندے میں تقسیم ہوکر رہ جائے گا۔ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس کو حق نہیں پہنچتا کہ (خالق کے حکم ومرضی کے خلاف) مرنے سے پہلے اپنے جسم کو تقسیم کرنے یا چندے میں دینے کی وصیت کردے۔ روح کے نکل جانے کے بعد اس جسم پر اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس معاملے میں اس کی وصیت نافذ ہو اسلامی احکام کی رُو سے زندہ انسانی لاش کی حرمت کا جو حکم دیا ہے وہ دراصل انسانی جان کی حرمت کا ایک لازمہ ہے۔ ایک دفعہ اگر انسانی لاش کا احترام ختم ہوجائے تو بات صرف اس حد تک محدود نہ رہے گی کہ مردہ انسانوں کے بعض کارآمد اجزاء زندہ انسانوں کے علاج میں استعمال کئے جانے لگیں بلکہ رفتہ رفتہ انسانی جسم کی چربی سے صابن بھی بننے لگیں گے (جیسے کہ فی الواقع دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں جرمنوں نے بنائے تھے، انسانی کھال بھی اُتار کر اس کو دباغت (پکانے اور رنگ دینے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس کے جوتے یا سوٹ یا منی پرس بنائے جاسکیں چنانچہ چند سال قبل مدراس میں ایسا ہوچکا ہے۔) انسان کی ہڈیوں اور آنتوں اور دوسری چیزوں کو استعمال کرنے کی بھی فکر کی جائے گی حتی کہ اس کے بعد ایک مرتبہ انسان پھر اس دورِ وحشت کی طرف پلٹ جائے گا جب آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا اگر ایک دفعہ مردہ انسانوں کے اعضاء نکال کر علاج میں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا جائے تو پھر بھی جگہ کی حد بندی کرکے آپ اسی جسم کے دوسرے مفید استعمالات کو نہ روک سکیں گے کس منطق سے اس بندش کو معقول ثابت کریں گے۔(ماہنامہ ترجمان القرآن، جنوری ۱۹۶۲ء)

تجلی دیوبند میت کی آنکھیں نابینا کے لئے بالکل جائز نہیں ہیں اس کی وجہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں جن کے نزدیک اخلاقی وروحانی اقتدار کی کوئی قدروقیمت مادی منفعتوں (فوائد) سے زیادہ ہو اسلامی بنی آدم کو مکرم (تعظیم وتکریم دینے والا) قرار دیتا ہے اور اس کے مردہ جسم کو قابلِ احترام کیا ہے اس لئے اس کے کسی حصہ کی تجارت جائز نہیں اسے روندنا



حلال نہیں اسے یوں ہی بے گور و کفن ڈال کر گِدھوں کی خوراک بنانا مباح نہیں کسی مردہ کی آنکھ سے ایک زندہ شخص کی بینائی مل سکتی ہے یہ فقط ایک مادی اور جسمانی فائدہ ہے اگر مادہ اور جسمانی فائدہ ہی کسی فعل وعمل کے لئے کافی دلیل جواز ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ مردہ انسان کا گوشت فروخت کرنا اور ہڈیوں کو کارخانوں میں بیچ کر مصنوعات میں تبدیل کرنا حلال نہ ہو۔ آخر کیوں دفن کر کے یا جلا کر ایک خام مال ضائع کیا جائے گوشت کھایا جا سکتا ہے، ہڈیاں فاسفورس بنانے میں کام آسکتی ہیں، بعض اور چیزیں بھی ان سے بن سکتی ہیں۔ کفن پر کپڑا خرچ کرنا بھی لایعنی ہوگا آخر کیوں چند روپے اور کپڑا برباد کیا جائے جبکہ اسے بچا لینے میں مادی فائدہ ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں خون کو آج کل کے مکروفریب تہذیب نے جائز قرار دیا اس کے نتیجہ میں خون کی تجارت عام ہوئی اور آنکھ یا کوئی اور عضو دینا بھی اس طرح جائز ہو تو پھر مردہ جسموں کی تجارت بھی عام ہوگی اس سے زندوں کو فائدہ پہنچے تو پہنچے مگر جسمِ انسانی کا وہ احترام ختم ہو جاتا جسے اسلام نے ذہن نشین کرایا ہے۔ انسانی گوشت کھانے کی بات پر اُبکائی (دل خراب) مت لیجئے دنیا میں کئی لوگ اسے کھاتے ہیں اور شوق سے کھاتے ہیں انہیں پوچھیئے کہ یہ کس قدر خوش ذائقہ ہوتا ہے اگر ہم اور آپ بھی مادیت کی ہی سطح سے سوچیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسانی گوشت بطورِ خوراک استعمال کرنے کا تصور انہی کی بات معلوم ہو۔ (ماہنامہ تجلی جون ۱۹۶۵ء)

ایک عجیب واقعہ ﴾ فقیر ۱۴۰۳ھ میں سعادتِ حج سے بہرہ مند ہوا اور اس دوران کافی عرصہ حرمین طیبین اور جدہ شریف کی اقامت نصیب ہوئی۔ کسی نے بتایا کہ جدہ شریف میں ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا گیا جس نے کئی آدمی قتل کر کے ان کا گوشت فریج میں محفوظ کر رکھا تھا جسے وہ آدھا کھا چکا تھا۔ اس سے اس غلیظ حرکت کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ انسانی گوشت لذیذ ترین غذا ہے اور یہ کام میں عرصہ سے کر رہا ہوں اس شخص کو تعزیراتِ شرعیہ کے مطابق پھانسی پر لٹکایا گیا۔

انتبـــاه ﴾ تعزیرات کی سخت سزا کا خطرہ نہ ہو تو انسان کے گوشت کھانے والے ہزاروں نکل آئیں گے اور عذر یعنی مہنگائی بتا کر کہیں گے انسان کا گوشت مفت مل جاتا ہے فلہٰذا "مفت راچه باید گفت"

﴾ مفتی اعظم علامه ابوالبرکات سید احمد علیه الرحمة کا فتوی ﴾

ســـــوال ﴾ کیا فرماتے ہیں حضراتِ علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کسی مریض کے لئے خون دینا شرعاً جائز ہے اور مریض کی ہمدردی کے خیال سے اس پر ثواب کی اُمید رکھنا درست ہے؟ بینوا توجروا سائل محمد رفیق گوجرانوالہ

الجواب ﴾ قرآن کریم میں ہے کہ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۴۵) **ترجمہ**: رگوں کا بہتا خون۔

یعنی بہتا خون کا نجس العین ہونا مطلقاً نصِ قطعی سے ثابت جیسے خمر (شراب) وخنزیر و مردار تو اس کا استعمال "دواءً" حرام

ونا جائز ہے اوراجزاء بنی آدم سے انتفاع (فائدہ اُٹھانا) بھی حرام یہ مزید برآں ہے اور حرام ونجس چیز "دواءً" نہیں بلکہ "داء" (بیماری) ہے۔

حدیث شریف میں ہے: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الاشربة، باب فی السکر ماهو؟، جلد۷،صفحه ٤٨٨، حدیث ٢٤٣٠٤)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام فرمائی بیشک اس میں شفاء نہیں رکھی۔

خون کا جواز صراحةً باطل اوراس پر عمل کرنا ناجائز بہر حال یہ طریقہ علاج (بالدم) شرعاً ناجائز ہے اوراس حرام پر ثواب کی اُمید رکھنا نہایت سخت بات ہے۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہٗ

ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

رضائے مصطفی ۲۰ فروری کے روزنامہ وقت لاہور میں بصیر پور کے حوالہ سے بلاوجہ بلاموقع ایک فتویٰ بڑی شدومد سے شائع کرایا گیا ہے کہ انتقالِ خون نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات ثواب کمانے کا بھی ذریعہ ہے اوراسی فتوے کے ساتھ اسی مضمون میں یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ علماء کرام کی اکثریت کی طرف سے عطیہ وانتقالِ خون کو حرام وشرفِ انسانیت کے خلاف قرار دیا گیا۔ نامعلوم علماء اکثریت کے خلاف بعض علماء کی ذاتی وانفرادی رائے کو ترجیح کیوں دیتے ہیں حالانکہ عقل ونقل کے مطابق اکثریت کی موافقت کو بہتر وکامیاب قرار دیا گیا ہے خصوصاً جبکہ اکثریت بھی علماء کرام اوراکابر کی ہو جن کے متعلق حدیث پاک میں فرمایا گیا: اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ

(المعجم الاوسط، باب میم، من اسمه مقدام، جلد۹ صفحه ١٦، حدیث ٨٩٩١)

(صحیح ابن حبان، باب الصحبة والمجالسة، ذکر ذکر استحباب التبرك للمرء بعشرة مشایخ أهل الدین والعقل، جلد٢، صفحه٣١٩، حدیث٥٥٩)

یعنی برکت تمہارے اکابروبزرگانِ دین کی موافقت میں ہے۔ (نہ کہ مخالفت میں)

بہر حال مضمون نگار کے بقول جن علماء کرام نے عطیہ وانتقالِ خون کو حرام وشرفِ انسانیت کے خلاف قرار دیا تھا ان میں نمایاں طور پر اُستاذ العلماء، مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت بھی شامل تھی جن کا فتویٰ مبارک آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ حضرت مرحوم علماء بصیر پور کے بھی اُستادِ محترم ہیں اور علمائے اہلِ



سنت کے ایک جمِ غفیر کے اُستاد و اُستاذ الاساتذہ اور پیرومرشد ہیں اور آپ کا فتویٰ مذکورہ کوئی ذاتی رائے نہیں بلکہ کتاب وسنت کے صریح ارشادات پر مشتمل ہے اور اس فتوی کے دو پہلو بہت اہم ونمایاں اور بنیادی ہیں ایک تو غذا کی طرح بطورِ دوا بھی حرام چیز کا استعمال ناجائز ہونا اور دوسرا جسمِ انسانی سے انتفاع (فائدہ اُٹھانا) حرام ہونا اور عطیہ انتقالِ خون میں چونکہ یہ قباحتیں (خرابیاں) ہیں اس لئے شرعاً اس کی ممانعت بالکل واضح وصریح ہے۔

واللّٰہ تعالیٰ ورسولُہٗ اعلم بالصّواب

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بَاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰے حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعَیْنَ بِرَحَمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

قبل صلوٰۃ العصر دارالحدیث جامعہ اُویسیہ رضویہ

بہاولپور، پاکستان

